جناب قمر رعینی

رمضان المبارک اہم واقعات و شخصیات

اسلامی تاریخ کے بہت سے اہم واقعات ایسے ہیں جو اس ماہ مبارک سے تعلق رکھتے ہیں مثلاً غزوۂ بدر، فتح مکہ، امہات المؤمنین میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے علاوہ بنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلائی ام ایمن کی وفات، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت اور سیدنا حسن بن علی کی خلافت وغیرہ۔ ان سب واقعات و شخصیات کا تذکرہ اس لیے بھی کرتے رہنا چاہیئے کہ آگہی کے نور سے نئی نسل کے قلب و نظر کو روشنی حاصل ہوتی رہے۔

تو آیئے آج کی گفتگو کا آغاز ان مقدس خواتین کے ذکر سے کرتے ہیں جن کی ذات بابرکات پر نازاں ہونا خود حورانِ جنت کے لیئے باعث عز و شرف ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہونے کی بدولت ازواجِ مطہرات اور امہات المؤمنین کہلائیں اور جن کی رفاقت، ایثار اور وفا شعاری کی قدر و تصدیق خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔

آپ بھی جانتے ہوں گے کہ ام المؤمنین کے معنی ہیں مومنوں کی ماں۔ گویا نبی کی ہر زوجہ مطہرہ ان تمام لوگوں کے لیے ماں کا درجہ رکھتی ہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں۔ اس لیے کہ قرآن کریم کے ارشاد "یا نساء النبی لستن کاحد من النساء" کے مطابق نبی کی بیویاں صنفی اعتبار سے عورت ہونے کے باوجود عام عورتوں جیسی نہیں ہیں بلکہ جس طرح ان کے شوہر آقائے دوجہاں، لباسِ بشریت میں ہونے کے باوجود افضل البشر ہیں اسی طرح ان سے وابستہ خواتین (ازواج) بھی مرتبے کے اعتبار سے افضل الخواتین ہیں۔ اب قیامت تک کوئی بھی خاتون، خواہ وہ عبادت و ریاضت کی وجہ سے کتنے ہی بلند مرتبے پر فائز کیوں نہ ہو۔ ام المؤمنین کے برابر نہیں ہو سکتی اور نہ ام المؤمنین کہلا سکتی ہے۔

یہاں یہ نقطہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اسلام میں صرف حقیقی ماں، بہن اور خالہ وغیرہ کو محرمات کہا گیا ہے باقی تمام عورتیں حلال ہیں یعنی ان سے نکاح جائز ہے سوائے ان مقدس پاکیزہ ہستیوں کے جنہیں سورہ احزاب میں "ازواجھم امھاتھم" کہہ کر فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ رسول اللہ کے بعد یہ خواتین (جو امہات المؤمنین ہیں) مسلمانوں کے لیے حلال نہیں۔ یہ ہر مسلمان کے لیے اس کی حقیقی ماں کا درجہ رکھتی ہیں اور مرتبہ و شرف میں دنیا کی تمام عورتوں سے لاکھوں بلکہ کروڑوں گنا افضل و برتر ہیں (اور ان کی افضلیت و برتری میں شک بھی کیا ہو سکتا ہے) ان امہات المؤمنین میں سے تین کا مختصر تذکرہ۔ جن کا انتقال اسی ماہ مبارک میں ہوا۔

۱۔ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ مطہرہ):

آپ جناب خویلد کی بیٹی اور العوام کی بہن تھیں۔ العوام رسول اللہ کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت

عبدالمطلب کی بیٹی کے شوہر تھے۔ اس طرح العوام رسول اللہ کے پھوپھا اور حضرت خدیجہ، حضرت صفیہ کی نند ہوئیں۔ ظاہر ہے کہ رسول اللہ کبھی نہ کبھی پھوپھی سے ملنے جاتے رہے ہوں گے اور وہیں سیدہ خدیجہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا بھی ہوگا اور پھوپھی (صفیہ) کی زبانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات عالیہ، بلندیٔ کردار و دیانت امانت و صداقت کے بارے میں سنا ہوگا، اور یہی وہ خوبیاں ہیں جو کسی بھی خاتون کے لیے شوہر کے انتخاب میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نیاز فتحپوری کا کہنا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح ہونے سے قبل ان کی تین شادیاں ہو چکی تھیں اور تینوں شوہروں کا انتقال ہو چکا تھا۔ لیکن عام مؤرخین کا کہنا ہے کہ وہ صرف دو شوہروں سے بیوہ تھیں اور دونوں شوہروں سے صرف درج ذیل اولادیں تھیں۔ پہلے شوہر ابوہالہ سے دو لڑکے پیدا ہوئے جن کے نام "ہند" اور "حارث" تھے۔ دوسرے شوہر عتیق بن عائذ مخزومی سے ایک لڑکی "ہند" پیدا ہوئی۔ اسی وجہ سے حضرت خدیجہ کو ام ہند کہہ کر بھی پکارا جاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے وقت بیشتر مؤرخین کے مطابق سیدہ خدیجہ کی عمر چالیس برس تھی جبکہ بعض محققین کا کہنا ہے کہ عمر ۲۸ سال تھی۔ بہرحال اس بات کی تحقیق کی ضرورت ہے کہ سیدہ خدیجہ کی پہلی شادی کس عمر میں ہوئی اور شوہر کب تک زندہ رہا، پھر اسی طرح دوسرے شوہر کے بارے میں بھی تفصیلی معلومات کی جائے تاکہ صحیح صورت حال سامنے آسکے۔

البتہ یہ حقیقت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نہایت عالی مرتبت، ذہین، دوراندیش، صاحب ثروت، حوصلہ مند اور شریف ترین خاتون تھیں۔ آپ نے جس عالی حوصلگی سے قدم قدم پر اپنے شوہر نامدار کا ساتھ دیا اور ہر مرحلے پر ان کی ہمت بندھاتی رہیں اور جو قربانیاں دیں وہ تاریخ کے انمٹ نقوش ہیں۔ پہلی وحی کے بعد سرکار دوجہاں کو مضطرب و متردد دیکھ کر آپ نے تسلی دی اور ان کے نبی ہونے کی تصدیق بھی سب سے پہلے آپ ہی نے کی۔ تمام ازواج میں یہ شرف بھی آپ ہی کو حاصل ہے کہ (سیدنا ابراہیم کے سوا، کہ وہ حضرت ماریہ کے بطن سے تھے اور بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے) تمام اولادیں آپ ہی کے بطن اطہر سے پیدا ہوئیں جن میں سے بیٹوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی خاص مصلحت کی بنا پر اٹھا لیا البتہ جو چار بیٹیاں پیدا ہوئیں وہ زندہ رہیں اور ان سے نسل چلی اور آپ ہی وہ خاتون ہیں جن کی زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی دوسری عورت سے کسی مصلحت کی بنا پر بھی نکاح نہیں کیا۔

ع........اس حسن رفاقت پہ دل و جاں ہوں قربان

۲۵ سال تک حق رفاقت ادا کرنے کے بعد جب حضور کی نبوت کا دسواں سال تھا اور عمر مبارک ۵۰ برس تھی، یہ جنتی خاتون اس عالم فانی سے رحلت فرما گئیں۔

آپ نے اپنی زندگی میں ہی چاروں بیٹیوں کی شادیاں کر دی تھیں۔ ان بیٹیوں میں سب سے بڑی سیدہ زینب تھیں جن کا نکاح سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجے ابوالعاص (اموی) سے کر دیا تھا۔ اس بیٹی (سیدہ زینب بنت محمد) نے اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر جو مصائب و آلام اور جو مظالم برداشت کیے انھیں پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اسی بیٹی کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ھی افضلی بناتی" یعنی میری تمام بیٹیوں میں یہ بیٹی افضل ہے۔ اس بیٹی سے ایک بیٹی (امامہ) پیدا ہوئی جو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی پہلی اور بڑی نواسی تھی اور جس سے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد سیدہ کی وصیت کے مطابق نکاح کر لیا تھا۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بطن سے ایک بیٹا بھی پیدا ہوا جس کا نام علی تھا۔ یہ وہ علی بن ابو العاص ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے اور سب سے بڑے نواسے تھے اور جنگ یرموک میں کفار کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔ انہی کے بارے میں علامہ اقبال نے بھی ایک نظم لکھی ہے۔

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے اموی داماد سیدنا عثمان غنی ذوالنورین کے عقد میں یکے بعد دیگرے آئیں اور ان سے بھی نسل چلی۔

سیدہ رقیہ کی مہلک بیماری کے پیش نظر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر میں شریک نہ ہونے کی اجازت دے دی تھی اور جس دن فتح بدر کی خوش خبری لے کر لوگ مدینے پہنچے اس وقت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو دفن کر کے ہاتھوں سے مٹی جھاڑ رہے تھے۔ یہ واقعہ ۱۸ یا ۲۰ رمضان ۲ھ کا ہے۔

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے عقد میں دی گئیں۔ حضور سرور کائنات سیدہ سے بے حد محبت فرماتے تھے۔ سیدہ کے بطن اطہر سے جو اولادیں ہوئیں ان میں سیدنا حسن مجتبیٰ، سیدنا حسین (شہید کربلا) سیدہ زینب اور سیدہ ام کلثوم خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

سیدہ زینب کا عقد ہاشمی گھرانے میں سیدنا عبداللہ بن جعفر طیار سے ہوا تھا جبکہ خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اس خواہش پر کہ انہیں خاندان رسالت سے قرابت وابستگی کا شرف حاصل ہو جائے۔ سیدنا علی المرتضیٰ نے "رحماء بینہم" کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی بیٹی سیدہ ام کلثوم کو ان کی زوجیت میں دے دیا تھا۔

آفتاب رسالت غروب ہونے کے چھے ماہ بعد رمضان ۱۱ھ میں سیدہ فاطمہ بھی اپنے بابا جان سے جا ملیں۔

۲۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

آپ کا اسم گرامی عائشہ اور صدیقہ (بہ صیغہ مبالغہ) آپ کا لقب ہے۔ آپ کے والد محترم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا لقب بھی صدیق اکبر (بہت ہی سچا) بہ صیغہ مبالغہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری زوجہ مطہرہ اور قیامت تک پیدا ہونے والے ہر مسلمان کے لیے تیسری ام المؤمنین (مسلمانوں کی ماں) ہیں۔ قرآن کریم میں سورہ نور آپ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ پہلا اسلامی پرچم آپ ہی کی اوڑھنی سے بنایا گیا تھا۔ چنانچہ یہ اقتباس دیکھئے.........

"مسلمانوں نے سب سے پہلا جہاد فی سبیل اللہ ۲ھ میں کیا جو غزوۂ بدر کے نام سے معروف ہے۔ اس جہاد میں پرچم رسالت کے نیچے بدری صحابہ کے علاوہ ملائکہ نے کفار سے معرکہ آرائی کی اور فتح مبین سے نوازے گئے۔ یہ پرچم رسالت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کی اوڑھنی سے بنایا گیا تھا" (حیات ام المؤمنین ص ۱۳۲)

آپ کی والدہ سیدہ ام رومان حضرت ابوبکر کی دوسری بیوی تھیں۔ جن کا اصل نام زینب تھا۔ ان سے ایک فرزند عبدالرحمن اور ایک بیٹی عائشہ (صدیقہ، صحابیہ وزوجۂ رسول) کی ولادت ہوئی۔

حضرت صدیق اکبر کی پہلی بیوی سے عبداللہ (فرزند) اور اسما (بیٹی) کی ولادت ہوئی۔ یہ وہی اسماء ہیں جن کا لقب ذات النطاقین تھا اور حضرت خدیجہ کے بھتیجے (العوام کے بیٹے) زبیر کی بیوی اور عبداللہ کی ماں تھیں - یہ وہی عبداللہ (بن زبیر) ہیں جو مشہور صحابی، مجاہد اور عشرہ مبشرہ میں شمار ہوتے ہیں۔ اور سیدہ کے بھائی عبداللہ بن ابوبکر وہی ہیں جو غار ثور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قیام کے دوران کھانا اور تازہ خبریں پہنچاتے تھے اور غزوۂ طائف میں شریک جہاد تھے، جو آں حضرت کی زیر قیادت ہوا تھا۔

شادی کے وقت سیدہ کی عمر ۱۷ سال اور بوقت رخصتی ۱۹ سال تھی - سات سال اور نو سال والی روایت محل نظر ہے اور یہ کہنا بھی محل نظر ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کاشانۂ نبوی میں گڑیاں کھیلتی ہوئی آئی تھیں۔

سترہ رمضان المبارک ۵۷ھ (۲۴ جولائی ۶۷۷ء) کو بروز جمعہ بہ عمر ۶۷ سال آپ کی رحلت ہوئی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال انہی کے حجرہ مبارک میں انہی کی باری کے دن ہوا اور آخری لمحات میں سیدہ نے ہی اپنے منہ سے مسواک نرم کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم میں رب قدیر کے حضور تشریف لے گئے کہ آپ کا سر اقدس سیدہ کی آغوش میں تھا۔ لب ہائے مبارک پر "بل الرفیق الاعلےٰ" کا لفظ تھا اور نگاہیں سیدہ کے چہرۂ اقدس پر تھیں - سیدہ سے مروی روایات کی تعداد ۲۲۱۰ ہے۔ اکابر صحابہ کا بیان ہے کہ کوئی ایسی مشکل نہیں تھی، جس کو سیدہ نے حل نہ کر دیا ہو۔ فقہ میں ان کے بہت سے نامور شاگرد ہیں۔

۳۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا:

ایک اور زوجہ مطہرہ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بھی انتقال رمضان المبارک ۵۹ھ میں ہوا۔ آپ کے سن وفات میں اختلاف رائے ہے لیکن اس بات پر تمام مؤرخین متفق ہیں کہ امہات المؤمنین میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی وفات سب سے آخر میں ہوئی اور زیادہ تر محققین اس بات پر متفق ہیں کہ ان کا انتقال ۵۹ھ میں بہ عمر ۸۴ سال ہوا اور بقول شبلی نعمانی........ "ازواج مطہرات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد فضل و کمال میں انہی کا درجہ ہے۔ روایت حدیث اور نقل احکام میں حضرت عائشہ کے سوا تمام بیویوں پر ان کو فضیلت حاصل ہے۔" (سیرت النبی جلد دوم باب ازواج مطہرات کے ساتھ معاشرت)

۴۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

اسی ماہ مبارک کی ۲۱ تاریخ کو داماد رسول زوج بتول سیدنا علی المرتضیٰ کی المناک شہادت واقع ہوئی - تین چار روز قبل ایک شقی القلب مردود ابن ملجم نے مسجد میں حیدر کرارؓ پر اس وقت زہر میں بجھی ہوئی تلوار سے حملہ کر دیا جب وہ نماز فجر کی امامت کر رہے تھے۔ آپ کی شجاعت اور آپ کے کارناموں سے ساری دنیا اور ہر مسلمان واقف ہے اور آپ کی عظیم شخصیت محتاج تعارف نہیں آپ کی شہادت ۴۰ھ میں واقع ہوئی۔

۵۔ سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ:

انہی دنوں آپ کے بڑے فرزند ارجمند سیدنا حسن مجتبیٰ پانچویں خلیفہ راشد ہوئے لیکن انہوں نے چند ماہ بعد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دست برداری کا اعلان فرمایا۔

سیدنا حسن مجتبیٰ کی ولادت بھی رمضان میں ہوئی اور تاریخ تھی پندرہ اور ۳ھ تھا۔

۶، ۷۔ سیدنا حسان بن ثابتؓ، سیدہ ام ایمنؓ:

شاعر رسول سیدنا حسان بن ثابتؓ اور حضور کی کھلائی ام ایمنؓ کی وفات بھی رمضان المبارک میں ہوئی۔ ام ایمن کا اصل نام برکتہ تھا۔ یہ پہلے عبید الحبشیؓ کے نکاح میں تھیں جن سے ایک بیٹا ایمن تھا اسی کی وجہ سے ان کی کنیت ام ایمن ہوئی۔ عبید الحبشیؓ مسلمان تھے اور ایک جنگ میں لڑتے ہوئے شہید ہو گئے تھے۔ ان کے بعد ام ایمن کی شادی سیدنا زید بن حارثہؓ سے ہوئی جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ حضور کے متبنیٰ تھے۔ زید سے ایک بیٹا ہوا جس کا نام اسامہ تھا۔ یہی وہ اسامہ بن زید ہیں جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری ایام میں ایک لشکر کی کمان سونپی تھی۔

۸۔ غزوۂ بدر:

ان وفیات کے علاوہ دو اور نہایت اہم واقعات ایسے ہیں جن کا تعلق اسی ماہ مبارک سے ہے۔ ان میں پہلا اہم واقعہ غزوہ بدر کا ہے جو ۲ھ میں واقع ہوا۔ غزوہ بدر تاریخ اسلام کا پہلا معرکہ ہے جو حق و باطل (کفر اور اسلام) کے درمیان واقع ہوا۔ اس جنگ میں تائید غیبی سے مسلمانوں کو جو فتح نصرت حاصل ہوئی، اس سے آنے والے ہر دور پر گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ قریش اور دیگر اُن تمام قبائل پر مسلمانوں کی دھاک بیٹھ گئی جنھوں نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳ اور دشمن کی تعداد ایک ہزار تھی۔

۹۔ فتح مکہ:

اسی ماہ مبارک میں مکہ فتح ہوا اور سرور کائنات اسی شہر میں دس ہزار قدوسیوں کے ہمراہ فاتحانہ شان سے داخل ہوئے جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنوں اور بیگانوں کے مظالم سے تنگ آ کر بہ حکم الٰہی چھوڑا تھا۔ لیکن یہ فاتح مکہ (نعوذ باللہ) کوئی آمر نہیں تھا۔ یہ ذات ستودہ صفات رحمتہ اللعالمین کی تھی جو تمام جہانوں (بلکہ ہر وہ جہان جو تاحال انسان کی دسترس میں نہیں ہے) ان سب کے لیے باعث رحمت تھی۔ چنانچہ داخلے کے وقت دشمنان اسلام کے لیے جس طرح عام معافی کا اعلان کیا گیا وہ شان رحمتہ اللعالمین کا آئینہ ہے۔

آیئے اللہ سے دعا کریں کہ ہمیں اس ماہ مقدس کی سعادتوں اور برکتوں سے بہرہ ور ہونے اور اس کا کما حقہ احترام کرنے اور اس کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ائمہ مساجد، علمائے کرام اور خطیبان عظام سے مؤدبانہ گزارش

اس وقت ہم بہت ہی کٹھن آزمائش اور ابتلا سے گزر رہے ہیں۔ مذہبی منافرت، فرقہ واریت، لسانی عصبیت اور دہشت گردی کا جنون آخری حدوں کو چھو رہا ہے۔ طبقاتی کش مکش عروج پر ہے۔ ایک مخصوص انداز فکر رکھنے والا گروہ صرف اپنے عقائد و نظریات کو اپنی دانش مندانہ منصوبہ بندی سے فروغ دے رہا ہے۔ نئی نسل کو مذہب و ثقافت کے نام پر گمراہ کیا جا رہا ہے۔ عجیب عجیب رسموں کو، جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ خصوصی مصلحتوں کے تحت "ایجاد بندہ" ہیں انہیں جزو دین ثابت کیا جا رہا ہے۔